(رجسٹرڈ ایل ۷۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قیمت سالانہ پیشگی [illegible]

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

نمبر ۱۶	دار الامان قادیان ۱۷ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۰۱ء	جلد ۵

مرحوم مغفور مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

درحقیقت بس ست یار یکے
دل یکے جاں یکے نگار یکے
ہر کہ او عاشق یکے باشد
ترک دنیا من اندکے باشد

برادران - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

آج میرے لئے نہایت حسرت اور افسوس کا دن ہے - کہ مجھے اپنے اس عزیز اور نہایت ہی پیارے بھائی کی وفات کا تذکرہ آپکے سامنے کرنا پڑا - جو کہ اپنی جوانی اور عین شباب کے ایام میں جب کہ وہ نونہال ابھی برگ و بر لانے کے قابل ہوا تھا - یک لخت کاٹا گیا - اور ہم سے اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا اور پس ماندگان کے لئے داغ مفارقت چھوڑ گیا - اور اپنی صرف ۲۵ سالہ عمر میں ہم سب سے پہلے دوسرے جہان میں بلایا گیا - بھائی بھائی تو دنیا میں بہت ہوتے ہیں - اور ایک بھائی کی وفات دوسرے کے لئے ایک بڑا بھاری صدمہ ہوتی ہے مگر اس بھائی مرحوم میں اور مجھ میں جو تعلق محبت اور مودت کا تھا میں دنیا کے برادرانہ رشتوں میں اسکی نظیر نہیں دیکھتا - یہ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے کا عاشق و شیدا تھا اور اسقدر دل لگاؤ کی صرف ایک ہی وجہ تھی - یعنی آج سے آٹھ نو سال پیشتر جب کہ مجھے ڈاڑھی کا آغاز شروع ہی ہوا تھا - اور مرحوم ایوب بیگ مجھسے بھی خورد سال تھا - خدا تعالےٰ کے خاص فضل اور مہربانی سے اور ہمارے والدین کے خوش طالع سے آخری وقت کے امام کے قدموں تک ہماری رسائی ہوئی - اس برگزیدہ الٰہی نے غایت کرم اور کمال مہربانی سے ہم دونوں کو اپنے بچوں کی طرح اپنے کنار عاطفت میں لیا - نہایت لطف کے ساتھ اس نور

بہرہ ور کیا۔ جو اس کے اپنے سینہ میں روشن تھا۔ اور ہمیں اپنے زمرۂ خدام میں شمولیت کا فخر بخشا۔ اس مبارک پیوند کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ صدق اور راستی سے محبت ہوگئی۔ اور ہر ایک قسم کے جہل اور تاریکی سے نفرت ہوگئی۔ اور دل جو ابھی کسی قسم کے بد اثر سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ اس نیک صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو کہ افضل البشر و ختم الرسل ہیں اور ہر ایک خیر و خوبی کی جڑ ہیں غائت درجہ کا اُنس ہوگیا۔ اور کتاب اللہ سے خاص لگاؤ اور محبت ہوگئی۔ اور حضرت مسیح موعود کی دعا سے خدا تعالےٰ کے خوف و خشیت نے دل میں جگہ لی۔ ہمارا جسمانی باپ تو ایک تھا ہی۔ روحانی طور پر بھی ہم ایک ہی باپ کے فرزند ہوگئے۔ اور ماسوا اس محبت کے تعلق کے قلوب کو ایک دوسرے سے کچھ ایسا لگاؤ تھا کہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہم دونوں بھائی ایک دوسرے کے لئے یک جان دو قالب تھے۔ جبکہ میرے اور اس عزیز کے ایسے تعلقات تھے۔ تو ایسے آرام قلب اور راحت جان شفیق کے گذر جانے سے ممکن تھا کہ عام دنیا داروں کی طرح میں بھی اندوہ و غم و کرب میں مبتلا ہوکر فراق میں ہلاک ہو جاتا۔ مگر تسلی دینے والی ایک ہی بات تھی۔ اور وہ یہ کہ اس عزیز کا خاتمہ بخیر ہوا۔ جو کہ اس امام زماں کے ایک خواب سے قریب چھ ماہ پیشتر معلوم ہوچکا تھا۔ یہ سعید نوجوان اپنے رشد اور نیک بختی اور طہارت میں سلسلہ

کے اس برگزیدہ سلسلہ میں ایک نمونہ تھا اور جو صبر اور استقلال اس نے اپنے اس ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ کی بیماری میں دکھایا اس کی اس زمانہ میں بہت ہی کم نظیر ملتی ہے یعنی اس تمام عرصہ میں ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اس کے ایمان اور استقلال کو جنبش نہیں آئی۔ اور وہ اخیر وقت تک اس بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر ایسا شاکر تھا۔ جیسے کہ کوئی دنیا دار کسی دنیاوی نعمت پانے پر خوشی اور انبساط سے شکر کا لفظ مُنہ پر لاتا ہے۔ تمام بیماری میں اس اسم باسمیٰ ایوب نے اُف تک نہ کی۔ اور آخری سانس تک بیماری کے دُکھ سے اس کی آنکھ میں آنسو نہ آیا۔ اور ایسی سخت بیماری کے اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کی نیند کا بہت سا حصہ جاگنے میں گذرتا تھا اور کئی راتیں اُس نے اپنی آنکھوں میں گذاری تھیں۔ اس نے کبھی ناشکری نہ کی اور نہ کبھی کوئی لفظ مایوسی کا مُنہ سے نکالا۔ میں بار ہا ساری ساری رات کھانستی اور بے آرامی میں دیکھتا تھا مگر جب کبھی میں اُس کو پوچھتا تھا کہ بھائی کیا حالت ہے۔ تو جواب دیتا تھا کہ الحمد للہ میں بہت اچھا ہوں۔ اس بیماری کی حالت میں بھی اس نے کوئی نماز قضا نہ کی۔ میں طبیب ہوں میں نے ہزار ہا بیمار دیکھے ہیں۔ بیماری سے اکثر انسان ہراساں ہو جاتا ہے اور متعلقین تیمار داروں کو بیمار کو تسلی و تشفی دینی پڑتی ہے۔ مگر میں نے اسے ایسا تسلی یافتہ بیمار پایا۔ کہ ہمیشہ اپنے لواحقین و متعلقین کو تسلی دیتا اور اسکی نازک حالت کو دیکھکر اگر کوئی رشتہ دار اپنی آنکھ سے آنسو بہاتا۔ تو وہ بڑی مضبوط دل

اور واثق یقین سے اسکو تسلی دیتا اور کہتا کہ خدا کے فضل سے مایوس نہ ہو۔ میں تو اسکی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوں۔ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ وہ اعلےٰ درجہ کے اخلاص اور ایمان کا نمونہ تھا۔ حضرت مسیح موعود کو جن سے اسکو یہ دولت ملی تھی آخر وقت تک ہمیشہ یاد کرتا رہا اور اسکی اخیر ایام میں بڑی بھاری یہی آرزو تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود کی آخری قدمبوسی سے مشرف ہو۔ اور مرنے کے وقت کلمہ شہادت اور کل لوازمات ایمان کا اپنی زبان سے اقرار کرنے کے بعد اس نے کہا کہ میرا حضرت مسیح موعود امام آخر الزمان پر ایمان ہے۔ بس یہی اُس کے آخری کلمات تھے۔ اس کے بعد زبان بند ہوگئی۔ اور حضرت مسیح موعود کا خط جن سے وہ کامل درجہ کا عشق رکھتا تھا۔ اُس کے عین نزاع کی حالت میں پہونچا۔ وہ خط اُسوقت اُس عزیز کو جو خدا تعالےٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا۔ سنایا گیا۔ اور وہ اس پیارے امام کے مبارک ہاتھوں کی تحریر جسکو کہ چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی نہایت آرزو رکھتا تھا اُس کے منہ اور آنکھوں سے لگا کر اُس کے سینہ پر رکھدے گئے اس کے بعد معاً وہ پاک روح ہمارے پاس سے پرواز ہوگئی۔ گویا کہ اسکو صرف اس خط کی انتظار تھی۔ یہ ایک شخص تھا جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور اُس کی زندگی ابرار کے طریق پر تھی۔ مروجہ علوم میں اس نے بی اے تک تعلیم پائی تھی مگر دین اور خدا شناسی میں وہ اس ۲۵ سالہ عمر میں اس مرتبہ کو پہونچ گیا تھا۔ کہ کروڑ ہا مخلوقات کو وہ معرفت پیری میں بھی نصیب نہیں ہوتی

اور اس جہان میں ہی اُس کا تعلق اُس جہان سے نزدیک تر ہو گیا تھا۔ اور اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے ایسا پُر تھا۔ کہ گویا وہ سارا ہی اُس کا ہو گیا تھا۔ اس لیے اُس رب السموات و الارض نے اسکو اپنے ہی پاس بُلا لیا۔ اور یہ سب فضل اور برکت اور حسن خاتمہ اس امام مسیح موعود کے انفاس طیبات اور محبت اور دعا کا نتیجہ تھا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اس مسیح موعود کا ایسا ہی سچا خادم اور جان نثار ثابت ہو۔ جیسا کہ ہمارا بھائی مغفور و مرحوم ایوب بیگ تھا خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایسا ہی اچھا خاتمہ ہو۔ جیسا کہ اس عزیز کا ہوا۔ آمین۔

اس عزیز نوجوان کی صلاحیت اور تقویٰ کی وجہ سے حضرت اقدس کو بھی اس سے غایت درجہ کی محبت تھی۔ جو کہ حضرت مسیح موعود کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو گرامی ناموں سے ظاہر ہو گا جو ذیل میں درج ہیں۔ اول خط وہ ہے جس کا کہ پہلے ذکر کر آیا ہوں کہ وہ اُن عزیز کے دم واپسی کے وقت ملا اور دوسرا اس مخبر صادق کی طرف سے تعزیت نامہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اس وقت جو میں دوسرا دورہ مرضی تپ سے یک دفعہ بیمار ہو گیا ہوں مجھکو "تار ملا۔ جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کے لئے دعائیں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالےٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہیں ہونا چاہئیے میں تو سخت بیماری میں بھی آز سے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہانتک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کرونگا مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں۔ جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔ خدا تعالےٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید مت ہو۔ خدا بڑے کرم اور فضل کا مالک ہے اُس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھکو ملا میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے نکلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بیقرار ہیں۔ اسوقت میں اُن کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے۔ مشکل سے کچھ اندر جاتا ہے اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں میری حالت تحریر کے قابل نہ تھی۔ لیکن تار کے درد انگیز اثر نے مجھے اُٹھا کر بٹھا دیا۔ آپ کا اس میں کیا حرج ہے کہ اس کی ہر روز مجھکو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو میں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی۔ وہ پہونچی یا نہیں ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی اور معلوم نہیں کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے۔ تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربا یعنی بچہ خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ سے کمزوری نہایت درجہ تک پہونچ گئی ہے۔ والسلام

۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا وہ تار جسکا چند روز سے ہر وقت اندیشہ تھا۔ آخر کل عصر کے بعد پہونچا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعید لڑکا جو سراسر نیک بختی اور محبت اور اخلاص سے پُر تھا۔ اسکی جدائی سے ہمیں بہت صدمہ اور درد پہونچا اللہ تعالیٰ اور اس کے سب عزیزوں کو صبر عطا کرے۔ اور اس مصیبت کا اجر بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اس مرحوم کے والد ضعیف کمزور کا کیا حال ہو گا۔ اور اسکی بیوہ عاجزہ پر کیا گذرا ہو گا۔ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ سب کو اس صدمہ کے بعد صبر عطا فرمائے ایک جوان صالح نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور ایک پودہ نشوونما یافتہ جو اُمید کے وقت پر پہونچ گیا تھا۔ یکدفعہ اسکا کاٹا جانا اور دنیا سے ناپدید ہو جانا سخت صدمہ ہے

اللہ بلشانہ سوختہ دلوں پر رحمت کی بارش کرے۔ اس خط کے لکھنے کے وقت میں جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف توجہ تھی۔ کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہوگیا اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کرگیا۔ کہ یکدفعہ **الہام** ہوا

مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کے راہ سے داخل ہو۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے۔ اور خوش نصیب وہ ہے۔ جس کی ایسی موت ہو۔ ایک دفعہ عزیز مرحوم کی زندگی میں بکثرت اُس کی شفا کے لئے دعا کی تب **خواب** میں دیکھا۔ کہ ایک سڑک ہے گویا وہ چاند کے ٹکڑے اکٹھے کرکے بنائی گئی ہے۔ اور ایک شخص ایوب بیگ کو اس سڑک پر سے لے جارہا ہے اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اور نہایت خوش اور چمکیلی ہے گویا زمین پر چاند بچھایا گیا ہے۔ میں نے یہ خواب اپنی جماعت میں بیان کی۔ اور تکلف کے طور پر یہ سمجھا کہ یہ صحت کی طرف اشارہ ہے لیکن دل نہیں مانتا تھا۔ کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو۔ سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون** میری طرف سے اپنے والد صاحب کو بھی تعزیت کا پیغام پہونچا دیں۔ خدا نے جو چاہا وہ ہوگیا۔ اب صبر و رضا درکار ہے۔ **رَبِّ اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین**۔ والسلام

مجھے اپنے منصبی فرائض اتنے ہیں کہ فرصت نہیں رکھتا کہ میں سب احباب کی طرف اس عزیز کی وفات کے متعلق حالات لکھ سکوں۔ اس لئے میں نے مختصر طور پر یہ عریضہ آپ سب صاحبان کی طرف لکھا ہے۔ تاکہ جہاں جہاں آپ ہوں آپ کو اس واقعہ ناگزیر کی خبر ہو۔ اور سب صاحب اس مرحوم و مغفور کے لئے اگلے جہان میں ترقی مدارج و مغفرت کی دعا کریں۔ وہ عزیز اس تمام جماعت کا پیارا تھا۔ اور ہر ایک کی محبت اُس کے دل میں تھی۔ اس مرحوم متقی نوجوان کا آپ سب صاحبوں کو آخری سلام پہونچے۔ اس عزیز نے عمر تھوڑی ہی پائی مگر اس کی صلاحیت اور تقوے کا لمبا قصہ ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اسکو ایک کتاب کی صورت میں آپ صاحبان کی خدمت میں پیش کروں۔ اس کی زندگی اور موت نمونہ تھی ہی۔ اس کی وفات کے بعد کے حالات بھی عجیب ہیں جو کہ کئی متقی اور صالح لوگوں نے کثرت سے اسکو اولیاء اور انبیاء کی مجلس میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں جنت کے ثمار کھاتے اور خوش و خرم پھرتے عالم رویا میں دیکھا ہے۔ شاید کہ اس نوجوان کی پاک مثال سے کوئی دل متاثر ہو جاوے۔ اور اس نور کے چشمہ کی طرف ہمہ تن رجوع کرے جو اس آخری زمانہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے نکلا ہے۔ تاکہ اس کا ایک گھونٹ اندر کے خفیہ در خفیہ معاصی کی آگ بجھانے کا کام دے اور ایمان کا پودہ اس سے نشو و نما پا جاوے۔ اور یہ اس

کی نجات کا موجب ہو جاوے۔ میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے کوئی بات جھوٹ کہنے پر مجبور نہیں کرتی۔ کہ اگر دین کی ترقی چاہتے ہو اور اُس خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے بننا چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالے کے نزدیک کوئی عزت حاصل کرنی چاہتے ہو۔ تو اس مسیح موعود کا دامن پکڑو۔ جو کہ اس آخری زمانہ کا درمان ہے اور اگر دنیا میں عزت اور آسودگی اور کشایش رزق چاہتے ہو تو بھی اس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے سر تسلیم خم کرو۔ کیونکہ سچی اطاعت کی راہ بتلاتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا اور اپنے حکام وقت کی پوری پوری اطاعت کرنا بھی جزو ایمان ہے کیونکہ اگر کوئی شخص اپنا دینی فرض سمجھ کر اپنی اس عادل گورنمنٹ کی اطاعت نہ کرے گا۔ بلکہ مجبوری اور اکراہ کے طور پر کریگا تو وہ منافق بنے گا۔ اور اس کو اس کا ایسا عمل کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اور اس کو وہ دلی سرور اور ذوق اور وہ بہشتی زندگی جو ہر ایک مومن کے لئے اسی دنیا میں شروع ہو جاتی ہے کبھی نصیب نہ ہوگی۔ فقط والسلام

خاکسار مرزا یعقوب بیگ

بی۔ اے۔ ایل۔ ایم

ایس اسسٹنٹ سرجن از فاضلکا ضلع فیروزپور

۱۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

کم سے کم اسکو تین بار ضرور پڑھو۔ جمالی

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۱۳ اپریل سنہ ۱۹ء کو بتقریب خطبہ عید اضحی پڑھا

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْۗءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ؁

ترجمہ یہ کتاب برکت والی ہے جسکو ہم نے اُتارا اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ تم یہ کہو کہ ہم سے پہلے یہود و نصارے پر کتاب نازل کی گئی تھی اور ہم اُس کے سمجھنے اور پڑھنے سے قاصر تھے۔ یا یہ عذر کرو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم اُن دونوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ پھر اب تو خدا کی طرف سے وہ کھلی دلیل۔ ہدایت۔ رحمت۔ آ گئی وہ بڑا بدکار اور ظالم ہے جو آیات اللہ کی تکذیب کرتا ہے اور اُن سے ہٹ جاتا ہے۔ ہم ایسے لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے منہ پھیرتے ہیں اُنکے اعراض کے بدلے سخت سزا دیں گے

اس وقت مجھے اپنی جماعت کو خدا تعالےٰ کے اُس انعام کی نسبت چند ایک باتیں سُنانی ہیں جو اس زمانہ میں ہم پر نازل ہوا ہے وہ ہے خدا کے برگزیدہ مامور۔ مرسل مسیح موعود۔ کا پاک وجود جو سب نعمتوں سے بڑھکر انعام ہے جو اس زمانہ میں ہم پر ہوا اور خدا نے بڑا ہی کرم کیا کہ محض اپنے فضل سے ہمکو اُس کی شناخت کی توفیق عطا فرما کر اس نور سے حصہ لینے کا موقع عطا فرمایا ہے میرے دوستو۔ میں اس فضل عظیم کے متعلق آپ لوگوں کو کچھ باتیں یاد دلانا چاہتا ہوں یہی وجہ ہے کہ مینے ان آیات کو اپنے خطبہ میں اختیار کیا ہے۔ کیونکہ ان میں ایک سبق ہے جو غور کرنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ نے ودیعت رکھا ہوا ہے۔

ان آیتوں میں جو مینے پڑھی ہیں خدا تعالےٰ عرب کی قوم کو جنپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود میں انعام کیا ایک بات اور اس بات میں سوچنے کی طرف متوجہ فرماتا ہے کہ آپ کیسے وقت میں اور ضرورت میں اور کیوں مبعوث ہوے اور اشارۃ النص کے طور پر سمجھاتا ہے کہ آپ سے مستفیض ہو کر کیونکر وہی امّی اور مشرک عرب یہود اور نصاریٰ سے بڑھکر ہدایت یافتہ ثابت ہوے اور اسُ بیّنہ اور رحمت سے وہ نور و توحید کے واعظ اور تمام جہان پر شرک اور اعراض عن اللہ کا حکم لگانے والے ٹھہرے۔ عربوں کی فطرت کچھ ایسی بنائی گئی تھی کہ باوجودیکہ توراۃ و انجیل مدتوں سے اُنکی ہمسایہ تھیں مگر اُنھوں نے اُسکا کوئی پیرتو دل پر کبھی پڑنے نہ دیا۔ ایران اُنکا ہمسایہ تھا مگر زردشتی مذہب کے مقابل ان کے آہنی پھاٹک ہمیشہ بند رہے اور عموماً طور پر جنگل کے فرزند اُس نفریں انگیز بھیانک تعلیم سے محفوظ رہے۔ ہند کا شرمناک یا شرانگیز وید ہمالہ کی آہنی دیوار اور انڈس کے طوفان خیز موجوں سے نکل کر ان مرد آزما وحشیوں میں جانے کی کبھی جرأت نہ کرسکا۔ عرب کی یہ معصوم اور محفوظ فطرت جو ان اسباب کے تاثیر و ترقیق کے مقابل تحقیر کا قہقہہ لگاتی۔ اور ان تمام بہانوں کے سینہ پر دست رد مارتی۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کھلا اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ وہ قوم اور وہ ملک جسکو کوئی ہادی کوئی مصلح راہ راست پر نہ لا سکا جسپر کسی زبردست سے زبردست ریفارمر کا اثر قبول نہ کیا۔ اور جسکی اصلاح کی طرف سے بالکل مایوسی تھی اُس کی اصلاح کسی دائمی عملی اور نورانی عظیم الشان مصلح کی محتاج تھی اور درحقیقت کسقدر واجب التعظیم اور فخر بشر وہ مصلح تھا جس نے اپنی قوم کو سنوارا جن دلوں کو ید بیضا مسخر نہ کرسکا۔ جن مُردوں کو دم عیسیٰ جلا نہ سکا۔ اُن کو آکر اُس حاشر صلے اللہ علیہ وسلم نے آکر جلایا اور زندہ کیا جس کے قدموں پر سرکشوں نے گردنیں نوا دیں۔ درحقیقت صاف معلوم ہوتا ہے کہ عرب کی فطرتوں کے قالب ایسے بنائے گئے تھے کہ قرآن کی پاک تعلیم کی روح کے سوا اُتھلی اور سڑی گلی تعلیموں سے مناسبت ہو سکتی نہ تھی۔ خدای ذوالجلال سے پوری نسبت پیدا کرنے کے لئے فطرۃً ایک مردانہ اور صاف دل قوم وہ بنائی گئی تھی۔ عیسویت کا زنانہ صنم جو خدا کی ہلاکت اور تجسم کی شکل میں وضع کیا گیا ہے اُن مردانہ فطرتوں اور فطرۃ اللہ کے سادہ آئینہ میں بیچون وچرا صانع عالم کے تماشائیوں کے مناسب حال نہ تھا اُن کی جنگی اور کبھی سر نیچا نہ کرنے والی فطرت ایسی بزدل مغلوب مار کھانے والے اور موت کے نخچیر لاغر خدا کو کب ماننا گوارا کر سکتی تھی

غلامی اور ذلت اور نکبت اور جلا وطنی کا نتیجہ پیدا کرنے والا بے برکت کیش یہود اُن پر کب جادو چلا سکتا تھا۔ اُن کے لئے اولاً و بالذات اور جہان کے تمام سلیم دلوں کے مناسب اُن کے وسیلہ سے وہی پاک بے لوث مذہب تھا جو اُنھیں دنیا کے حقیقی نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملا۔ اُس نور نے آکر ان قوموں پر حکم لگایا کہ وہ خود تاریکی کے اتھاہ کنوئیں میں پڑے ہیں اُس نے اُن کو ملزم کیا کہ اُنھوں نے نامردی اور تنگ دلی سے خدا کے صادق بندے مسیح اسرائیلی کو صلیبی لعنت کی موت کے داغ سے داغدار مانا ہے۔ اس نے یہود کی ذلت اور غلامی اور تفرقہ اور اُنکا ایک منجی کا انتظار کرنا اُنپر حجت ملزمہ گردانا کہ وہ اپنے افعال اور اقوال سے خود اپنے گواہ آپ ٹھہر چکے ہیں اور ایک مصلح منجی کی ضرورت کے معترف ہیں۔ غرض عرب کی بناوٹ ایسی تھی کہ یہود و نصاریٰ کے قرب وجوار کا کوئی اثر اُن کے فطری سادہ مذہب اخلاق اور تمدن پر نہ پڑ سکا۔ ... خدا تعالےٰ نے اُن کی طبیعتوں کی ایسی قلعہ بندی کر دی تھی کہ کوئی خارجی اثر اُن میں در آ نہیں سکتا تھا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ہمارے ملک میں مسلمان غیر قوموں کے چند روز ہمسایہ رہ کر اُن کے اخلاق عادات طرز بود و باش سے اس قدر حصہ لے بیٹھے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ یہ قوم عرب کے مذہب کے پیرو ہے۔ ہندوؤں کے محسوس و مرئی بُت اور ٹھاکر دوارے بزرگوں اور اُن کی قبروں کے رنگ میں تبدیل کئے گئے اور خدا تعالیٰ کا سیدھا سادا صاف مذہب اسلام بُت پرست مشرک ہندوؤں کے ویدانت مت کا معلم بتایا گیا اور دعوے کیا گیا کہ وحدۃ وجود کا مشرکانہ اصول اس کی غرض و غایت ہے۔ انسانی فطرت کے مطابق ایک ہی عظیم الشان حزب اور وظیفہ پانچ وقت کی نماز دیا گیا تھا وہ مشرک ویدانتیوں کی تاثیر صحبت سے مخلوق کے تراشے ہوئے وظیفوں اور انسانوں کے نام جپنے سے بدلا گیا۔ آہ آہ آہ مسلمانوں نے کیا گنوایا اور اُس کے عوض کیا پایا۔ غرض قرآن کریم میں توریت اور انجیل کے مقابل یہ اعجازی اثر کس راہ سے آیا جس نے ان مضبوط اور ممتنع قلعوں کو فتح کرلیا اس راز کا حل یہ ہے کہ قرآن کریم میں دلوں پر قبضہ پالینے اور دلوں کی فطری اور حقیقی تمناؤں کے پورا کرنے کی مقتدر تاثیر ہے۔ قرآن کریم ایک چراغ ہے جو دوسرے لاکھوں چراغوں کو روشن کرسکتا اور ممکن ہی جو قلوب کے ذاتی فساد کی اصلاح کرسکتا ہے۔ قرآن میں دو بڑی بھاری خصوصیتیں ہیں ایک تعلیم کامل دوسری تزکیہ کامل۔ یعنی قرآن نرا کانوں کو ہی نہیں سُناتا اور اُس کی باتیں انجیل کی چکنی چپڑی باتوں کی طرح کانوں تک ہی محدود نہیں رہتیں بلکہ اپنی قوت قدسیہ سے دلوں میں اس تعلیم کو اُتار دیتا ہے۔ یہی معنے ہیں اس کے هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم يتلوا عليهم اٰيته ويزكيهم۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے خداوند حکیم نے اس کے اندر ایسی شوکت اور نور اور قوت افاضہ رکھدی ہے جو لامحالہ قلوب کو مسخر کرلیتی اور اُن کو عملی نمونے بنا کر چھوڑتی ہے قرآن کریم کی یہی خصوصیت اور امتیازی علامت کہ وہ اپنے پیرو کو آسمانی تائید یافتہ اور نورانی اور دوسرے مذاہب کے پیرووں سے ممتاز دکھا دیتا ہے اور اُس کے نور کو متعدی ثابت کردیتا ہے غرض اس کی یہی خصوصیت ہے جسکو ان لفظوں میں بتایا گیا ہے وهذا كتاب انزلنه مبارك یعنی توریت و انجیل بے ثمر اور بے نور اور بے برکت ہوگئیں تھیں اس لئے اس مبارک کتاب کی ضرورت پڑی۔ یہ نرا دعویٰ ہی نہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ وہی عرب جسپر اثر ڈالنے سے توریت و انجیل بے برکت ثابت ہوئیں اس لئے کہ درحقیقت وہ اپنے پیرووں پر بھی کوئی بابرکت اثر نہ ڈال سکی تھیں وہ عرب قرآن کریم کی بابرکت تعلیم سے فیض پاکر تمام جہان کا معلّم اور نمونہ بنا۔ اور برق کی طرح اپنے مرکز سے نکل کر شام ایران تا تار ہند سندھ چین وغیرہ پر پرتوفگن ہوا۔ گویا عرب کا قلب کل سلیم الفطرت عالم کا قلب تھا اس لئے اُس کا تبدیل پانا سارے جہان کا تبدیل پانا اور نورانی ہونا تھا۔ اور جہان کی بالقوہ پاک قوتیں اسی زبردست کی تحریک کی منتظر تھیں۔ اب پھر غور کرو کہ وہ برکت کیسی برکت ہے جو قرآن کریم کو بخشی گئی ہے جس کی ایسی زندہ لانظیر تاثیر ہے۔ وہ برکت یہ ہے کہ قرآن کریم میں زندہ نشان اور اقتداری خوارق رکھے گئے ہیں جو فطرتوں کی تبدیل اور اُن کو مسخر اور متاثر اور مرعوب کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہیں۔ جیسے خود خداوند عالم میں جلالی اور جمالی دو صفتیں ہیں اور وہ اپنی کامل ہستی کا ثبوت آپ اپنے اقتداری اور قہری نشانوں اور سطوتوں سے دیتا ہے اور امانت اور احیا اُس کے مقتدر ہاتھ کے ہیبت انگیز تماشے ہیں قرآن کریم کے اتباع میں بھی یہی قدرت اور زندہ تاثیر رکھی گئی ہے۔

قرآن کریم نے اپنے پہلے نمونے اول المسلمین بشیر و نذیر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود پاک میں ظلی طور پر خدا تعالیٰ کی ان صفات کا کامل ظہور دکھایا ہے تاکہ وہ خدا کا حقیقی خلیفہ ثابت ہو اور پھر یہ اقتداری تاثیر اس زمانہ اور ایک ہی شخص تک محدود و مقصور نہیں رہی بلکہ ہر زمانہ میں اس کا ایک پیرو اُسی اصلی نمونہ کا موجود رہتا ہے جو اقتداری نشانوں امانت اور احیار سے ثابت کرتا ہے کہ قرآن کریم ایک زندہ اور بابرکت کتاب ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکی صفات کاملہ کی نسبت زندہ اور ترقی کن ایمان دلوں کو بخشتا ہے۔ مردہ زمین کی سیرابی اور سرسبزی اُسی کے وجود سے ہوتی اور زمین و آسمان کا قیام اُسی کی برکت سے ہوتا ہے۔ ورنہ مُردہ پرستی کفارہ پرستی اور صلیب پرستی اور بھنگ پرستی اور لنگ پرستی اور نیوگ سے بدعمل نظام عالم کا ستون نکال دیں۔

خدا تعالیٰ نے خود نمائی اور چہرہ آرائی کے لئے یہ تدبیر فرمائی ہے کہ اپنے خلیفہ محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پوری بیکسی اور بے سامانی اور ناتوانی کی تصویر بنا کر عرب میں پیدا کیا اور آخر مکی اور مدنی زندگیوں کے دو مصفّٰی آئینوں سے اپنا مصفا چہرہ دنیا کو دکھایا۔ پہلے کامل ناتوانی اور معاً کامل پُر زور تحدی اور پُر شوکت دعوے اور آخر پورے معنوں میں اُن کا پورا کر دینا اس ذریعہ سے خدا اپنے لاکھوں برسوں کے چھپائے مُنہ کو گھونگٹ سے باہر نکال سب کو دکھایا۔ قُمْ فَانْذِرْ کہنے کے وقت اس منادی کی کیا حالت تھی اور دعوے کیا تھے اور اُسی کے مونہہ سے پھر اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اور يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا جب کہلوایا تو اُسوقت کیا حالت تھی۔ یہ باتیں اور یہ طرز زندگی تھی جسکی ضرورت تبدیل قلوب کے لئے تھی۔ یہی دونوں رنگ خود خداوند عالم کے ہیں۔

ایک وقت وہ غیب کے حجابوں میں ایسا پنہاں اور کس مپرس ہوتا ہے کہ منکر دہریہ گردن کی رگیں پھلا کر انکار کی جرأت کر بیٹھتا ہے اور ایک وقت جلال اور قہر کا ایسا تازیانہ ہاتھ میں لیتا ہے کہ جہان کو زیر و زبر کر کے اپنی ہستی اور جبروت کا لوہا منو اُلیتا ہے۔ ضرور ہے کہ خلیفۃ اللہ بھی مظہراً اسی خدائی شان کو اپنے ساتھ رکھتا ہو سو یہ شان بحمد اللہ کامل طور پر بجز ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی میں پائی نہیں جاتی۔ ضعف اور دُکھ سہنے کا بھی کامل نمونہ یعنی خدا کی طرح اولاً غائب اور شناخت نہ کیا جانے کا پورا نمونہ اور پھر اقتدار اور جبروت سے اعدا پر پوری فتح پانے اور قہاری اور شناخت کیا جانے کا بھی اکمل نمونہ صرف صرف ہمارے سید و مولے سید العالمین کی پاک ذات ہی ہے۔ حضرت موسیٰ بھی راہ ہی میں مرے اور موعود ارض میں نہ خود پہونچے اور نہ دوسروں کو پہونچا سکے۔ اور حضرت مسیح کی جو حالت ہوئی عیاں ہے۔ سچ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب نبیوں کی پردہ پوشی کر لی ہے۔ ورنہ خدائی تو برکنار مشکل ہے کہ انجیل سے مسیح کی نبوت بھی ثابت ہو سکے۔ غرض خدا تعالیٰ قادر تھا کہ حضرت رسول کریمؐ کو دعوے کے ساتھ ہی کامیابی کر دیتا مگر دنیا پر وہ راز سربستہ نہ کھل سکتا جو آپ کی تیرہ برس کی مکی پُر فتن زندگی اور بالآخر مدنی کامیاب زندگی کی کلید سے کھلا۔

ایک وقت آپ سے یہ کہلوایا کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور پھر بلوایا اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اور پھر اُسی مُنہ سے یہ نکلوایا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ اور لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔

اور یہ سب کچھ ناتوانی اور بے سامانی کے دنوں میں دعوے کئے گئے۔ کبھی وہ بولا کہ میں نوح کی طرح کامیاب ہو جاؤں گا اور میرے دشمن فنا ہو جائیں گے اور میں ابراہیم موسیٰ داؤد اور سلیمان اور دوسرے مظفر و منصور نبیوں کی طرح کامیاب اور مظفر و منصور ہو جاؤں گا اور میرے دشمن اُن پہلے مکذبوں کی طرح پامال ہو جائیں گے میں عزیز رحیم کا رسول ہوں میری عزت ظاہر ہوگی اور میرے دشمن مغلوب ہوں گے اور میرے پیروؤں پر رحم ہوگا۔ وہ دشمنوں کے املاک و اموال کے وارث ہوں گے۔ غرض ناتوانی اور بیکسی میں ان دعووں کا ہونا اور بالآخر حرف حرف پورا ہونا یہ ایسی باتیں ہیں کہ خدا کو منوائے اور دکھائے بغیر ورے رہ سکتی نہیں۔ یہ ہے ثبوت زندہ کتاب مبارک کتاب اور مبارک رسول ہونے کا اس کے بغیر دنیا مردہ تھی۔ اسمیں کسی اور نفخ کی تدبیر سے روح داخل ہو سکتی ہی نہ تھی۔

اسی اقتداری معجزہ سے انا الموجود کی آواز آسمان سے آئی اور بڑے پر ہیبت طریق سے آئی جسے اطراف عالم نے صاف صاف سن لیا۔ اور نئے سرے زندہ خدا مانا گیا اور پوجا گیا اور مردہ خداؤں کا لا کی ضرب نے کام تمام کر دیا۔

قرآن کریم میں ایک اور عظیم الشان برکت رکھی گئی جس کی نظیر پہلی کتابوں میں نہ تھی وہ یہ ہے کہ اس پاک کی صورت اور معنی یعنی لفظ اور معنی دونوں باہم موزوں اور مطابق اور پُر شوکت

رکھے گئے ہیں اُس عظیم الشان امانت کے لئے جسکا نام توحید اور فردانیت الوہیت ہے جسکی وسعت کامل طور پر عبری سریانی اور دوسری بولیوں میں سما نہ سکی۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کی لغت کو پسند فرمایا۔ حقیقت میں کیا ہی وسیع اور پُرشوکت زبان عربی زبان ہے جسنے ایسے معانی کو جو اس جہان کی فطرت ظاہر کرنے والے۔ اور لا انتہا قلوب کے امراض اور تشخیص اور اسباب مرض اور ادویہ بتانے والے اور اُس دوسرے غیب الغیب عالم کے غیر مرئی حقائق کو بیان کرنے والے ہیں الفاظ میں لاکر دکھایا ہے۔ خدائے لامثال کا منشاء نبوت کی تحریکات اور منشاؤں اور آسمانی فیضانوں کی ہو بہو تصویر ان الفاظ میں موجود ہے۔ دوسری بولیاں چونکہ صحیح قالب اُن نازک معانی کا بن نہیں سکتی تھیں آخر اس کا بدنتیجہ یہ ہوا کہ شرک نے اپنے پیروں کے نیچے اُس توحید کی تعلیم کو لے لیا۔ اور دوسرا بڑا نقص اُن کتابوں میں یہ داخل ہوا کہ اُن کی اصل زبانیں مفقود ہو گئیں اور انبیاء کے مقصد مجذوم اور ممسوخ ترجموں کی تاریک تہوں کے نیچے دب گئے۔ جس قوت قدسیہ اور عقد ہمت اور پُرتاثیر دعاؤں سے ملکر قرآن کے الفاظ آسمان سے اُترے اور پھر مہبط وحی کے قلب مبارک کے خون سے ملکر باہر نکلے وہی زندہ تاثیر اُن میں اب تک موجود ہے اور قیامت تک رہے گی گویا کتاب کے ساتھ کتاب کا لانے والا بھی زندہ اور بابرکت شکل میں ہر وقت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جسقدر قوت قلوب پر تصرف کرنے کی اور اُنھیں اپنا ہی بنا لینے کی پائی جاتی ہے اُس کا عشر عشیر بھی کسی کتاب میں نہیں۔ کیا ہی مبارک ہیں جنکا محبوب و قبلہ یہ کتاب مجید ہو اور بڑے مبارک ہیں وہ جنھیں اس کا فہم عطا کیا گیا ہو۔ کاش ہماری قوم اس نعمت کی قدر کرے اور اس کی تعلیم و تعلم میں پوری ہمت صرف کرے۔

یہ باتیں بڑی لمبی ہیں جس مقصد کے لئے آج ان آیات کو پڑھا ہے اب اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے نہ تکلف اور بناوٹ سے بلکہ پوری بصیرت سے میں اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ آج دنیا پر وہی اسباب پھر محیط ہوگئے ہیں اور چاروں طرف اُسی خوفناک تاریکی نے پر پھیلا دئے ہیں جو مبارک بعثت سے قبل عرب پر محیط تھی اور اُسی قسم کے دواعی اور بواعث بالکلیہ آج بھی جمع ہوگئے ہیں جو آج چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کا دوبارہ نزول اور اُن برکات کا ظہور اسی رنگ اور اُسی شوکت سے ہو اور قوم ضلالت کے گڑھوں سے نکل کر ہدایت کی بیّن نشانیاں اپنے اندر جمع کرے اور قوموں میں پکار اُٹھیں کہ یہ قوم سب سے بڑھ کر ہدایت یافتہ ہے۔ کتاب اللہ تو ہے مگر ضرورت اسکی ہے جو اُسے اپنے انفاس طیبہ اور عقد ہمت سے دلوں میں داخل کردے۔ جیسے اُس وقت کتاب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ بطور ممد و معاون کے تھا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ جسطرح یہود و نصاریٰ کی عملی حالت کوئی اثر عرب پر ڈال نہ سکے۔ اسی طرح یہ گدیاں اور سجادے اور خانقاہیں اور صوفی اور پیرزادے اور مولوی اور علماء اپنی کور باطنی اور خشکی اور زہد رسمی اور تہی دستی کے سبب سے قوم کی عملی حالت کی اصلاح میں کوئی ہاتھ نہیں دکھا سکے۔ یہود کی طرح ان کا اندوختہ جل کر راکھ ہوگیا۔ ان کے علم کے ذخار دفتروں کو تکبر اور جہل اور حسد اور بغض اور طغیان اور عصیان کے طیطس اور بخت نصر نے جلا ڈالا۔ ان کی اندرونی بدکاریاں اور بیرونی ملمع سازیاں اور یہی قوم کی تباہی کی موجب ہوئیں۔ چونکہ ان کے پاس بجز طامات اور لاف گزاف یا چند منترکانہ منتروں اور دیو و غول کے تسخیر کے تعویذوں کے کچھ نہیں رہا اور قوم کے زندہ کرنے اور زندہ نور اسلام کو دکھانے سے عاجز ہوگئے۔ خدا تعالیٰ نے چند روز کے لئے شریروں کو شریروں سے سزا دلوا دینے کے لئے سانپوں اور کتوں اور بچھوؤں اور بھیڑیوں کو قوم پر مسلط کر دیا۔ زمین نے سوراخیں کھول دیں اور اُس کے ناپاک بخار آریوں اور نصرانیوں اور دیگر شیاطین کی شکل میں نمودار ہوکر اور قوم کو اُن کی بدعملی کی خوب سزا چکھائی۔ مگر خدا تعالیٰ نے بہت دیر تک برداشت نہ کیا کہ موذی سانپ آدم کا مقابلہ کرے اور پاکوں کی اولاد شریروں کے پاؤں تلے بالکل روندی جاوے۔ اُس رحیم کریم نے اُس باپ کی طرح جو پیارے بیٹے کو دو چار چھڑیاں تادیب کی خاطر لگا بیٹھتا اور پھر شفقت کے ساتھ سینہ سے لگا لیتا ہے۔ مسلمانوں کی آہ و زاری سن لی۔ آسمان کے دروازے پھر اُسی طرح کھول دئے جسطرح رحمۃ للعلمین کے نزول اجلال کے وقت کھولے تھے۔ اور ابر رحمت اور نور نے پھر بروز فرمایا جسکا وعدہ پاک نوشتوں میں تھا اور جسے رحمۃ للعالمین سلام محیت الیتام کہہ گئے تھے۔ وہ ابر کرم جسکو

انتظار میں ہزاروں آنکھیں سپید ہو گئی تھیں۔ وہ ثریا سے ایمان کو پھر لیک کر نیچے اتار لینے والا مسیح موعود اور مہدی مسعود دنیا میں تشریف لایا جس کے آنے کے ساتھ قوم کے دن پھر گئے۔ جیسے سخت جاڑے میں زمین کے موذی حشرات تحت الثریٰ میں گھس جاتے ہیں اور زمین کی سطح ان کے موذی شریر منحوس وجود سے پاک ہو جاتی ہے اس کی پھونک سے اشرار ہلاک ہو گئے اور موذی نمک کیطرح پگھل گئے۔ اس پہلوان نے دشمنوں کے کل قبیلوں سے ایک چیدہ شخص کو پچھاڑا اور پھر ہلاک کیا یہاں تک کہ اسلام کی دھاک دلوں میں پڑ گئی۔

یہ مزکی اور مظہر النسان حضرت سید عالم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی خو بو اور قوت اور نشان کے ساتھ آیا۔ بلکہ بعینہ وہی آیا۔ کیونکہ اس میں احیا اور امانت کی وہی قدرت ہے۔ یہ ویسا ہی بشیر و نذیر ہے۔ یہ تو وہی حجۃ اللہ اور آیۃ اللہ ہے۔ اے زمین تجھے مبارک ہو اس لیے کہ تیری پیٹھ فسق کے بوجھ سے ٹوٹنے کے قریب تھی۔ نزدیک تھا کہ تیرے پہاڑ ریت کی طرح اُڑ جائیں اور آسمان تجھ پر ہمہ قہر اور غضب ہو جائے۔ خدا نے پھر تجھے سنبھال لیا۔ اے مہدی اے مسیح اے مبارک انسان اے مبارک کتاب مبارک رسول کے زندہ ثبوت اور دلوں کو اُن کی زندگیوں کا یقین دلا دینے والے عزیز آقا۔ واللہ تو وقت پر آیا۔ ہم تیری نیم شبی دعاؤں کے نتیجے۔ تیری کوششوں کے پھل ہیں۔ ہماری زندگیاں تیری پاک مسیحائی اور اسلام کی زندگی کا ثبوت ہوں۔ دعا کر کہ ہم دنیا کے نمک بنجائیں اور قومیں ہم سے راہ حق اور زندگی پائیں۔ ہم منارہ کے چراغ ہوں یا آسمان کی برق ہوں۔ جسکی روشنی اطرافِ عالم کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔

اگرچہ بدبخت کور باطن گدی نشینوں اور خشک مولویوں نے تجھے نہیں پہچانا پر نزدیک ہے وہ دن نہیں کہ آسمان تیرے لئے ایک عظیم الشان گواہی دے اُٹھے اور گردنیں اُس کے آگے جھک جائیں۔ یاد رکھو جیسے اس بازار عالم میں ہر سرہ اور ناسرہ کے پرکھنے کے لئے ایک معیار وضع کیا گیا ہے۔ راستبازوں اور ناراستوں کے نقد کے امتحان کے لئے کامل معیار ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہے۔ سلسلہ حقہ وہی ہو گا جو منہاج نبوت پر ہو۔ جسکی ابتدائی اور درمیانی اور آخری زندگی اُس مبارک نمونہ سے ملتی ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی تبلیغ اور اعدائے حق سے مقابلہ میں گذری ہے۔ کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ آپ تیئیس[۲۳] برس میں ایک دم بھی بے حرکت بیٹھے ہیں۔ ہاں کبھی آپ کا جہاد اور مقابلہ لسان سے تھا کہ دلائل قاطعہ اور حجج ساطعہ کی تلوار سے باطل کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے اور کبھی سرکش تلوار سے پیش آنے والوں کے بل تلوار سے نکالتے تھے۔ سارا قرآن کریم احقاق حق اور ابطال باطل سے بھرا ہوا ہے۔ وہ پاک مباحثہ کی ایک بزرگ کتاب ہے یقولون اور قالوا۔ اور قل جا بجا اسمیں پاؤ گے۔ یہ بات ہمیں صاف یقین دلاتی ہے کہ نبوت کا منہاج اور قرآن کا طریق اپنے دعووں کی تبلیغ اور باطل کے حملوں کی تردید میں مصروف رہنا اور اس شرک کو صاف کرنے کے لئے اقتداری نشانوں اور قہری آیات کا دکھانا ہے۔ سو اس خلافت حقہ اور نبوت کا وارث وہی ہو گا جو اس منہاج پر قدم مارے۔ یا اس کو صاف لفظوں میں یوں سمجھنا چاہیئے کہ اہل اللہ اور ماموران الٰہی اور مجددان و رہنمایان خلق اور بیعت لینے والوں کی یہ شناخت ہے کہ اُن میں قرآن کے منشا کی تبلیغ اور تردید باطل کے لئے سدا حرکت رہے اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح زندگی بھر آرام سے نہ بیٹھیں۔ اس لئے کہ اُس جہان میں آرام پانے والوں کا نشان یہ ہے کہ اس جہان کی ساری بے آرامی کو ایک آرام جان کی خاطر اختیار کر لیں اگر خدا تعالے چاہتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان گدی نشینوں اور مولویوں کی طرح مفت کی روٹی اور دوسروں کی کمائی کھا کر اپنی جھونپڑی میں آرام سے بیٹھے رہتے اور لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتے رہتے۔ کبھی ایک آدھ فقرہ موجیں آتے تو مریدوں کو سنا دیتے اور صلح کل کا ناد بجاتے رہتے۔ مگر یہ ہنگامہ حشر بپا کرنا۔ خون کی ندیاں بہا دینا اور قوموں میں تفرقہ ڈالا دینا اور بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دینا اور جہان میں ایک آگ لگا دینا اور اپنوں بیگانوں سب سے یکساں بگاڑ لینا۔ عوام کو چھیڑنا۔ بادشاہوں کو اُکسانا۔ غرض یہ طوفان کیوں برپا کیا گیا۔ درویشوں اور راہبوں کے نمونے اُس وقت بھی موجود تھے۔ جو دنیا سے انقطاع کر کے خانقاہوں میں بسر کرتے تھے حضور بھی غار حرا میں زندگی گذار دیتے۔ مگر جو کچھ ہوا اور جسطرح ہوا یہ ایک واقعہ ہے اور خدا تعالیٰ نے ایسا ہی چاہا کیونکہ ایسا ہی ہوا۔ ہاں وہ طریق اور منہاج سنۃ اللہ ٹھہر گیا جیسا کہ فرمایا

ولکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ

اب دیکھنا چاہیئے کہ اُس منہاج پر آج اس دنیا میں کونسا طریق اور کون مرد ہے ان تمام گدیوں اور خانقاہوں اور مولویوں کے حجروں میں ذرا جھانک کر دیکھو اُن نرم گھاسوں پر سانپوں کے سوا کسی کو لوٹتا ہوا نہ پاؤ گے۔ وہ تاریک غاریں اور بھیانک ماندیں اور ہولناک بن نظر آئیں گے جہاں قدم قدم پر انسانی ہڈیاں اور کہیں کہیں کسی شکار کا تازہ خون بھی پاؤ گے۔

عمریں گذر گئیں ان میں کبھی چراغ نہیں جلایا گیا۔ کیونکہ وہ کام جو وہاں ہوتے ہیں تاریکی کے زیادہ مناسب حال اور خواستگار ہوتے ہیں۔ اندھیرے میں خوگر ہونے کی وجہ سے وہ لوگ باہر نکل نہیں سکتے کیونکہ روشنی سے انکی آنکھ چوندھیاتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ روشنی اور روشنی کے فرزندوں سے بیر رکھتے ہیں۔ غرض یہ صوفی اور فقرا اور گدی نشین بزدلی کے لئے عذر تراشنے کی خاطر صلح کل کی چادر اوڑھ کر بیٹھے ہیں اور بڑی سریلی آواز سے ع

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام ؏

اور شعر۔ چہ تدبیر اے مسلماناں کہ من خود را نمی دانم ؏ نہ ترسا و یہودی ام نہ گبرم نے مسلمانم ؏ پڑھتے رہتے ہیں۔ انھیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ قوم کا کیا حال ہو رہا ہے۔ اور اسلام اور قرآن اور خدا اور رسول پر آریہ نصاریٰ اور فلسفیوں کے کیا حملے ہو رہے ہیں۔ کاش یہ لوگ اپنے صدق کی گواہی کتاب اللہ اور سنت سے لیتے۔ انھوں نے کتاب اللہ پر پیٹھ پھیر دی پھر کیونکر ہوتا کہ ان کو اپنی ڈراونی شکلیں صاف صاف اس آئینہ میں نظر آتیں۔ نہ انھوں نے خود اپنے نفس پر اور نہ انکے مریدوں نے ان پر کبھی سوال کیا کہ یہ کرتے ہی کیا ہیں۔ اور وہ کون خدا ہے جسکی طرف یہ رہبری کرتے ہیں اور وہ کون رسول ہے جسکی مسند خلافت پر یہ جلوہ آرا ہیں۔ کیا وہی خدا جس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے ساری عمر دشمنوں سے مقابلہ اور تبلیغ دین میں گذاری۔ اور جس نے خدا کی راہ میں تمام قسم کی بے آرامیوں دکھوں کو برداشت کیا۔ معرفت اور حقیقت اور شریعت یہی قرآن اور رسول خدا کا اسوہ ہے۔ ان کی معرفت اور طریقت اور حقیقت اور شریعت کیا چیز ہے جسکا ثبوت کتاب اللہ اور سنت میں نہیں پھر ہم ان کے اس طریق کا ثبوت کہاں سے پیدا کریں۔ کتاب اللہ انھیں دھکے دیتی ہے۔ رسول کریم کی سنت انھیں دھکارتی ہے۔

اے مریدو۔ اسے تعصب کی آنکھ بند کرنے والو روز جزا کے ہول کا دھیان کرکے اٹھو۔ اور ہوشیار ہو جاؤ۔ غور کرو کہ تم ان سے اس لئے بیعت ہو کہ یہ لوگ رسول کی پیروی میں ہو کر خدا سے ملا دینگے۔ یا خود انھیں کو مقصود بالذات سمجھکر انھی کی پرستش کرتے ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر ان میں رسول نمائی کی آن بان کہاں۔ ان کی چالیں الٹی۔ انکی راہیں ٹیڑھی یہ تو خود خدا اور آپ ہی مستقل رسول بنے بیٹھے ہیں۔ احبار اور رہبان کیطرح اپنے تئیں رب بنا رکھا ہے۔ اگر یہ بات غلط معلوم ہو تو خدا کے لئے ہمیں دکھاؤ کہ رسول کریم کی سنت کی کوئی ادا ان میں کہاں ہے۔ کب اور کس وقت انھوں نے اعداء اللہ اور اعداء الرسول سے مقابلہ کیا۔ کب ان پر حق کی خاطر وہ ابتلا اور زلزلے آئے جو مومنین صادقین کا خاص نشان ٹھہر گئے ہیں۔ نصرانیوں آریوں سکھوں برہموؤں اور فلسفیوں کی زد سے اسلام اور مسلمانوں کو بچانے کے لئے کب یہ پردہ نشین لوگ ہتھیار پھینک نکلے۔ اگر ایسا نہیں تو یہ لوگ خود اپنے ہاتھ سے غیر مستحق اور غاصب ہونے پر مہر لگا چکے۔ کبھی آسمان ان کے لئے بولا کہ یہ آسمانی ہیں۔ کبھی زمین نے انکے لئے گواہی دی کہ یہ زمین کے نور ہیں۔ پھر وہ ہے کیا چیز جس سے تم نے ثابت کیا کہ یہ اولیاء اللہ ہیں اور تم انکی اسقدر حمایت کرتے ہو کہ خدا کے راستبازوں سے ان مخذولوں کی خاطر لڑائی ٹھان رکھی ہے۔ کرامت اور معجزہ کے ثبوت کا منہاج واضح ہو گیا ہے۔ منعم علیہم کی صاف پگڈنڈی نظر آ گئی ہے۔ خدا کی راہ میں دشمنوں پر غالب آنا اور اپنے امر تبلیغی اور دعوۃ الحق کا مخالفوں کی ہزاروں کوششوں کے مقابل اظہار کر دینا اور اپنی راہ سے ان پہاڑوں کا صاف کر دینا یہی عظیم الشان معجزہ اور کرامت اور خرق عادت ہے جسنے راستبازوں کو اغیار سے ممتاز کیا۔ ان گدیوں ان سلسلوں میں بتاؤ اس نصرت الٰہی کا کوئی نشان ہے۔ کس میدان میں۔ کس کشتی کے دنگل میں مرد مبارز بنکر انمیں سے کوئی نکلا ہے اور ہزاروں مردان کارزاری کے مقابل اس نے تحدی اور دعوے سے گردن بلند کرکے کرامت کا دعوی کیا اور پھر وہ دعوی پورا ہوا۔ کس باطل فرقہ کو انمیں سے کسی نے کبھی ذلیل کیا۔ تاریک حجروں میں سادہ لوحوں کے روبرو خیالی کرامت کے دعوے فضول باتیں ہیں جو سنت اللہ کے بازار میں کوڑی کے مول بھی نہیں بکتیں۔ غرض آج مبارک کتاب کے رنگ میں۔ مبارک رسول احمد مصطفی محمد مجتبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طرز و وضع پر۔ ہاں اس منہاج پر قدم بقدم صرف ایک ہی شخص ہے۔ وہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی مسعود علیہ سلام الملک الودود ہیں اس مبارک مرد نے متبع الرسول ہونے کے ثبوت میں کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رکھی۔ ۱۸ برس کی عمر سے دشمنان اسلام سے جنگ شروع کی اور اب تک کہ قریب ۷۰ کے آپ کا سن شریف ہے ہتھیار زمین پر نہیں رکھے۔ ایک روز فرمایا کہ میں بہت چھوٹا بچہ تھا جبکہ نصرانی لفظ کا مفہوم بھی نہیں جانتا تھا اور نہ کبھی کسی نصرانی کی شکل دیکھی تھی اپنے اندر سے بڑے زور سے ہر روز آواز آتی ہوئی محسوس کرتا تھا کہ نصرانیوں سے مقابلہ

کرنا چاہئے۔ آپ نے سب سے پہلے ایک کتاب لکھی جسکا نام ہے البراھین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ۔ اس مبارک کتاب کا نام ہی بتاتا ہے کہ اس میں کیا کیا لکھا ہوگا۔ اور معًا ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ مصنف کو خدا تعالےٰ نے لا انتہا مذاق سے اس خدمت کے لئے چن لیا اس کتاب کو لاکھوں آدمیوں نے پسند کیا اور اس کی جنونیت اور ناصر اسلام ہونے کی گواہی اُن لوگوں نے بھی دی جو آج اس مبارک کتاب کے مصنف اور اس کے شائع شدہ مضامین کو پھر تازہ کرنے والے مردِ حق پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔ اس کتاب نے اور اس کے بعد دوسری کتابوں نے جو لگا تار نکلتی رہیں نصرانیت اور آریہ مت، اور برہمومت کا خاتمہ کردیا۔

غرض اس زمانہ کے تمام باطل فرقوں اور مشنریوں پر حضرت مسیح علیہ السلام نے اُسی طرح حجت پوری کی جسطرح کتاب اللہ نے کی تھی۔ اور وہ بڑی بھاری نشانی جو کتاب اللہ میں لکھی تھی لیظھرہ علی الدین کلہ پورے معنے میں صادق ثابت ہوئی۔ مسیح کے توفی کے مسئلہ پر فوق العادۃ زور دیکر اور لاکھوں ورقوں کے ذریعہ جہان میں اس مسئلہ مہمہ کی اشاعت کرکے اور آخر پوری طرح سے پیس کر نصرانیت کے گوسالہ کی راکھ اُڑا کر دریائے فنا میں پھینک دی ہے اور مسیح کی قبر کے کُھلے کُھلے ثبوت جو انشاء اللہ عنقریب روز روشن کی طرح آشکار ہوں گے ہمیشہ کے لئے اس ظلم کے سانپ کا سر کچل ڈالیں گے۔ اپنے خوارق اور کرامات اور تائیدات سے خدا تعالےٰ کی زندہ ہستی اور زندہ نبوت کا ثبوت دیکر آپ نے برہمومت ورمعًا تمام بے برکت مذاہب کا استیصال کردیا۔ ست بچن نے سکھوں پر وہ حجت پوری کی اور ایسی سڑک تیار کی ہے کہ دور نہیں نزدیک ہے کہ ان میں کے بہت سے سعید اُس پر قدم ماریں گے اور کامیابی کے آثار تو نظر آنے لگ گئے ہیں۔ اور بڑی بھاری کامیابی یہ ہے کہ سو سے زیادہ سکھوں کے خواندہ اور معزز آدمیوں نے اس کتاب کو شوق سے خریدا اور اس کی تعریف کی۔

غرض ایک ایک لمحہ حضرت اقدس کا تبلیغ دین اور اعدائے دین سے مقابلہ میں مصروف ہے اور ان اعمال سے آپ صاف بتا رہے ہیں کہ خلافت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ) کا جائز استحقاق اس زمانہ میں صرف آپ ہی کو ہے۔ وللہ الحمد۔ کاش لوگ ان باتوں میں غور کریں۔ تعصب سے فارغ ہو کر حضرت اقدس کے کارناموں کو دیکھیں۔ آپ کی کتابوں کو پڑھیں۔ زمانہ کے تیور پہچانیں۔ وقت کی ضرورت اور مفاسد موجودہ کا مطالعہ کریں۔

آخر میں میں اپنے دوستوں سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ میرے عزیزو اور بزرگو خدا تعالےٰ فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ آج سب سے بڑی نعمت جو خدا تعالےٰ نے تم پر انعام کی ہے اور جس مائدہ سماویہ کی آرزو میں تمہارے باپ دادے راہ تکتے تکتے مرگئے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود باجود ہے۔ جیسے حضرت ابن عباس نے اُس شخص کے جواب میں کہا تھا کہ وہ نعمت قرآن کریم ہے جسکی نسبت قیامت کو سوال ہوگا۔ میں بھی شرح صدر اور صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ درحقیقت ان تمام نعمتوں سے جو رحمٰن خدا نے اس جہان کو عطا کی ہیں بڑی اور لانظیر نعمت قرآن کریم ہے۔ مگر چونکہ قرآن کی معرفت اور عظمت اور فہم کی نعمت ہمیں آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ملی ہے اس لئے ظلی طور پر یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ آپ کا وجود بھی قرآن کی طرح ایک نعمت ہے۔ جسکی نسبت ہم سے قیامت میں سوال ہوگا کہ ہم نے اُسے پاکر خدا تعالیٰ کا کتنا اور کیا شکر ادا کیا۔

میرے دوستو معجزات افسانے ہوچکے تھے نبیوں کے قصص اساطیر الاولین ہوچکے تھے۔ کیونکہ ہر ایک بات ایک زمانہ گذرنے کے بعد اگر کوئی جدید معاون اور زندہ کرنے والا پیدا نہ ہو تو آخر تقویم پارینہ ہو جاتی ہے یہی سنۃ اللہ ہے جیساکہ فرمایا فطال علیہم الامد فقست قلوبہم۔ تقوےٰ طہارت اور اخلاق فاضلہ کا نشان مٹ گیا تھا۔ قرآن کریم کی جگہ مثنویوں۔ قصیدوں اور غزلوں اور خاندانوں اور خانوادوں کے مختلف وردوں اور حزبوں نے لے لی تھی۔ بے برکت اور مردہ پرست مذہبوں نے خانہ خالی دیکھ کر چاروں طرف سے نقب زنی شروع کردی تھی۔ اس نعمۃ اللہ۔ آیۃ اللہ حجۃ اللہ۔ مسیح موعود علیہ السلام نے معجزات کو انبیاء کے قصص کو تقوی طہارت کو قرآن کریم کی تعلیم و فہم کو پھر از سر نو زندہ کردیا۔ سو ہم پر جنھوں نے اسے پہچانا اور صدق دل سے مانا خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہوگئی اور ہم سے بہت بڑا سوال اس نعمت کی بابت ہوگا۔

اب ہمارا فرض ہے کہ ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرکے شہداء اللہ علی الناس ہو جائیں۔

اور ایک بڑی بھاری بات جو ہمیں التزامًا کرنی چاہئے وہ یہ ہے کہ ہماری ہر ایک تقریر میں تحریر میں مجلسوں میں گھروں میں تخلیہ کے وقتوں میں غرض ہر حالت میں جہاں تک بس چل سکے اس پاک اور بزرگ نعمت کا ذکر تذکرہ ہونا چاہئے۔ کوئی واعظ جو وعظ کرتا ہے کوئی مقرر

جو تقریر کرتا ہے۔ کوئی درس دینے والا جو درس قرآن دیتا ہے اگر نرا اپنی لسانی تک بات کو محدود رکھے۔ اور آسمان اور زمین کے قلابے باتوں میں ملادے اور ہزاروں داستانیں ادھر کی اُدھر کی مجلس کو سنائے مگر مسیح موعود کا ذکر درمیان نہ ہو تو وہ وعظ وہ تقریر وہ درس بے اثر بے مغز اور طبل تہی ہے۔

میرے دوستو آج اور کوئی راہ نہیں جس سے خدا نظر آوے۔ رسول پہچانا جائے اور قرآن کا فہم اور علم حاصل ہو۔ مسیح موعود کے اصول اس کی صحبت۔ اس کے اقوال۔ اس کی کتابیں ہیں جو یہ پاک نور نتیجہ دے سکتے ہیں **مسیح موعود** کے تسلی یافتہ۔ کشادہ اور پُر نور چہرہ کا مقابلہ دوسرے چہروں سے کرلو۔ جسکا چہرہ دیکھکر تم بے اختیار تبسم نہ کرو۔ جس کے پاس بیٹھنے سے تمھارے غم غلط نہ ہوجائیں۔ جسکی تقریر سنتے ہی تمھارے کندھے بوجھ سے ہلکے نہ ہوجائیں۔ وہ بے برکت اور خود نا تسلی یافتہ غیر مطمئن وجود ہے [illegible] حاصل کرسکو گے۔ [illegible] اور صرف ایک ہی [illegible] خدا تک پہونچاتا ہے۔ [illegible] فقرہ اور بات [illegible] پہونچا [illegible] مسیح موعود کا ذکر ہوئے [illegible] اگر کوئی میری [illegible] اس مبارک انسان کے علم کا تھا لگا ہے اپنے اور دوسروں کے علم سے مستغنی ہوگیا ہوں وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

پس اس نعمت کی قدر کرو اور
خدا تعالے کی برکات اس
سلسلہ عالیہ
کے ساتھ

[illegible]

امور منزلیہ

ہم نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم بھائی میرزا **خدا بخش صاحب** کے گھر میں ۱۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۸ مطابق ۱۲ر مئی سنہ ۱۹۰۰ء بوقت ۵ بجے شام کے دوسرا **بیٹا** پیدا ہوا۔ ۱۸ر مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو جمعہ کے دن عقیقہ کیا گیا حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچہ کا نام **حبیب الرحمن** رکھا جناب مرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں جو پہلا بچہ ۱۸ر مئی سنہ ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوا تھا اور جس کا نام حضرت اقدس نے پہلے عطاء اللہ رکھا بعد میں حضرت اقدس نے اُس کا نام **عطاء الرحمن** تبدیل فرمایا ہے کیونکہ یہ بچہ بعض ایسی خطرناک امراض میں مبتلا ہوا تھا جس سے جانبر ہونے کی کوئی امید نہ تھی اُس وقت حضرت اقدس کی دعاؤں سے مسیحائی کی اور محض رحمانیت کے تقاضا سے یہ بچہ بچ گیا اس پر حضرت اقدس نے اُس کا نام عطاء الرحمن تجویز فرمایا۔

بہر حال ہم اس مولود مسعود کی ولادت پر مرزا صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یہ دونوں بچے اپنے والدین کے لئے قرۃ العین ہوں اور اسلام اور اپنے امام کے سچے خادم اور ملک اور قوم کے لئے مفید اور مبارک ثابت ہوں۔ آمین

اطلاع

آجکا اخبار پورے ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا ہے اس لئے یہ نمبر ۱۸۔ اور ۱۹۔ دو نمبروں کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے — ایڈیٹر

عذر تقصیر پر النفات

کئی گذشتہ اشاعت میں ہم نے اُن تمام عذرات کو لکھدیا ہے جو اخبار کی اشاعت میں تعویق اور بے ترتیبی کا موجب ہوتے۔ بیان عذرات کے بعد قوم کی خدمت میں جو اپیل کی گئی ہے ابھی تک اُس پر توجہ کا شاید ہمارے ناظرین کو موقع نہیں ملا۔ بہر حال ہم اس عدم توجہی اور لاپروائی پر بھی توجہ دلاتے ہی رہیں گے کیونکہ آخر کوئی تو سننے والا اور اس سبب ان میں ہمارا ساتھ دینے والا بھی ہوگا۔ تین سو سے زائد معزز بارسوخ احباب سے ہم نے اپیل کیا ہے کہ وہ ایک سال کے اندر یا یوں کہیئے کہ ہر سہ ماہی میں ایک قیمت ادا کرنے والا اور پھر سال بھر میں چار خریدار پیدا کرنے والا خریدار دیں۔ اور یہ کوئی بہت مشکل کام نہیں مگر پھر بھی توجہ نہیں کی گئی اگر ہر ایک شخص اس تجویز پر عمل کرے تو ہماری مطلوبہ ۴۰۰ خریداروں کے بجائے ایک مہینہ میں ۷۵ خریدار پیدا ہوسکتے ہیں بہر حال ہم پھر توجہ دلاتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اسطرف توجہ کریں اور ہماری ضروریات کے پورا کرنے میں ہماری مدد کریں تاکہ ہم خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے انکی خدمت گذاری کے واسطے پوری طیار ہوسکیں

ہم اسقدر لکھ چکے تھے کہ برادرم بابو امام الدین صاحب سب اورسیر مری نے ایک جدید خریدار کے نام اخبار جاری کرنے کی اطلاع دی ہم بابو صاحب کے شکر گذار ہیں اللہ تعالے اُن کو جزائے خیر دے اور دوسرے احباب کو اسی طرح کام کرنے کی توفیق۔ آمین

ہمارے معاصرین

ہمارا ہمعصر تاج الاخبار ہم کو بعض اخبارات کی ہرزہ درائی اور بیہودہ گوئی کے متعلق جو انھوں نے اپنے کالموں میں کی ہے مناسب تنبیہ کی ہدایت فرماتا ہے گو ہم نے ایک عرصہ سے یہ شیوہ اختیار کر لیا تھا کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کریں جو معقولیت اور متانت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں لیکن اس خیال سے کہ بعض سعید اور بھولی روحوں کو بسا اوقات ایسی تحریروں پر ایکشن نہ لینے کی وجہ سے کوئی ابتلا آجاتا ہے یہ ضروری سمجھا ہے کہ مستقل طور پر اس عنوان کے تحت میں جیساکہ پہلے بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے ایسے نکتہ چینوں کا قرار واقعی جواب دیا جائے۔ آج ہم مختصر طور پر بعض اخبارات کی تحریروں پر نوٹس دیتے ہیں۔ وہو ہذا

نیم طبیب خطرۂ جان

کچھ دنوں سے دینا نگر

ہمارے پڑوس سے ایک عیسائی اخبار نے ابن یوسف † کی خدائی ثابت کرنے کے لئے جنم لیا ہے اور طبیب نام رکھا ہے۔ مثل مشہور ہے نیم طبیب خطرۂ جان۔ نیم طبیب نے جنم لیتے ہی اپنے کھانے پینے کے معنے خدا کی سنت کی تقلید کی ہے۔ اور حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے مردہ خدا کی موت کا بدلا لینے کے واسطے آپ کے ایک مستحسن اور قابل تقلید فعل پر نکتہ چینی شروع کر دی چنانچہ اس نوزائیدہ طبیب نے "لہو لگا کر شہیدوں کے عنوان" سے لکھا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اور ان کے تابعین اس موقعہ پر نہ چوکے ۵۰۰ روپیہ چندہ ٹرانسوال میں بذریعہ گورنمنٹ کے روانہ کیا ہے۔ راقم۔ اپنے ملک کے قحط زدوں کے لئے معلوم نہیں کب الہام ہوگا۔ مسیح کا خون عشاء ربانی کی شراب میں پینے پینے لہو لگا کر شہیدوں میں ملنے کا فقرہ خوب یاد رہا ہے۔ نیم طبیب کی اس رائے کو پڑھ کر ایک دوربین فرزانہ اس نکتہ پر پہونچے گا کہ درپردہ یہ عیسائی اخبار گورنمنٹ انگلشیہ کا دشمن ہے اور وہ پسند نہیں کرتا کہ تاج برطانیہ کی وفادار سپاہ اور انگلستان کے پیارے بچوں کی حمایت اور امداد کے لئے گورنمنٹ کا کوئی سچا خیر خواہ کچھ دے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ دیسی عیسائی اس چندہ میں جہاں تک ہمارا علم ہے شریک نہیں ہوئے۔

تاج الاخبار نے خوب لکھا ہے کہ ان طعنوں سے مرزا صاحب کے دعاوی کی تردید اور کسر صلیب کی مدافعت کچھ نہیں ہو سکتی۔ دینا نگری نے حضرت اقدس پر اعتراض نہیں کیا بلکہ اپنے خبث باطن کا ثبوت دیدیا ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

کاش اسکو اتنا ہی معلوم ہوتا کہ قحط طاعون وغیرہ آفات کے متعلق حضرت اقدس نے کس ہمدردی اور دلی جوش کے ساتھ اہل ملک کو توجہ دلائی ہے چونکہ ان امراض شدیدہ کے اسباب فسق و فجور کی کثرت اور اہل دنیا کی کورانہ زیست ہے جسکو کفارہ کے اخلاق سوز اور گناہ افزا مسئلہ نے مدد دی ہے اس لئے حضرت اقدس نے صلیب پر لٹکائے ہوئے خدا کو (جو ایک عاجز بندہ تھا) انسان ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ کفارہ کی ناپاک تعلیم سے دنیا کو بچائیں اور اس طرح پر قحط و طاعون کے رفع دفع میں اہل ملک کی ہمدردی کی ہے اگر آپ کو واقعی ملک کے قحط زدوں اور وبا زدہ لوگوں سے ہمدردی ہے تو آئیے آپ بھی کسر صلیب کے لئے ہمارے مددگار رہوں تا دنیا میں پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت کی روح پھونکی جائے اور خدا کا فضل اور جلال ظاہر ہو اور قحط اور وبا دم کی دم میں دفع ہوں۔

ست دھرم پرچارک اور خطبہ عید اضحیٰ

آریہ سماج کا آرگن مسئلہ نیوگ کا حامی

ست دھرم پرچارک جالندھر میں حضرت اقدس کے عید اضحیٰ کے خطبہ کو پڑھ کر آمدنے آپ میں نہ رہ کر نہایت بیہودہ طور پر ۴ مئی ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں منہ آیا ہے۔ اس تحریر کا ایک مفصل جواب ہمارے ایک بھائی شیخ محمد حسین نے میاں میر چھاونی لاہور سے بغرض اندراج روانہ کیا ہے جسکو ہم بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کر سکتے اور خود چند ریمارک کرتے ہیں ست دھرم کی کی تحریر کا خلاصہ اتنا ہی ہے۔

(۱) مرزا صاحب گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں۔ اور وہ خود حکام کی دھمکی کے باعث خاموش تھی۔

(۲) لیکھرام کے قتل سے دین محمدی کی کمزوری ثابت ہوئی۔

(۳) نیوگ اور تناسخ پر گندے اعتراض کئے ہیں۔

(۴) اس خطبہ کا اثر مستورات پر کیا پڑا ہوگا۔

جہاں تک ہم نے ست دھرم پرچارک کو غور سے پڑھا ہے اس میں یہی چار باتیں ہیں جو ایک متانت اور معقولیت کے مدعی نے پھکڑ سے

† انجیل نے ابن یوسف ہی لکھا ہے۔ ایڈیٹر

بھکڑ الفاظ میں بیان کئے ہیں۔ ہم مختصر طور پر ان امور خمسہ پر بحث کرتے ہیں۔

امر اول کے متعلق پرچارک نے گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق اپنے دلی جذبات کا اظہار کر دیا ہے اور گورنمنٹ کی قابل قدر عطا کردہ آزادی سے صاف انکار کیا ہے۔ جب کہ یہ کہا ہے کہ مرزا صاحب حکام کی دھمکی کے باعث خاموش تھے۔ حالانکہ حضرت اقدس کبھی خاموش نہیں رہے اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے میں ہر وقت لگے ہوئے ہیں۔ ہزاروں اشتہارات اور رسالجات انگریزی اردو عربی زبانوں میں کرکے دن رات شائع ہو رہے ہیں پھر یہ کہنا کہ وہ خاموش تھے کسقدر گندہ جھوٹ ہے۔ خوشامد پسند انسان اخلاقی جرات سے محروم ہوتا ہے گورنمنٹ کو خوشامد پسند کہنا گورنمنٹ کی توہین اور اس کی نسبت بد دلی کے خیالات پھیلانا ہے۔

یہ آریہ سماج کا خاصہ ہوگا کہ وہ اپنے محسن کی قدر شناسی نہ کرے بلکہ محسن کشی کے لئے طیار ہو جائے اگر پرچارک کا یہی منشا نہیں اور وہ گورنمنٹ کا وفادار کہلاتا ہے تو پھر اسے حضرت اقدس کے گورنمنٹ کی تعریف کرنے کو خوشامد نام رکھتے ہوئے شرم آنی چاہئیے تھی اسلام چونکہ محسن کے ساتھ عمدہ سلوک کی تعلیم دیتا ہے اور بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اس لئے حضرت اقدس کا گورنمنٹ کی تعریف کرنا خوشامد نہیں بلکہ احکام قرآن کی بجا آوری ہے برخلاف اس کے آریہ مت کا کچھ اعتبار نہیں جسمیں منافقانہ طور پر کام لینے سے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اور پرچارک کا یہ کہنا کہ حکام کی دھمکی سے خاموش تھے گورنمنٹ یا اس کے حکام پر سخت الزام ہے گو یا وہ کسی کی جائز مذہبی آزادی میں حارج یا مخل ہوتی ہے حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو آج آریہ مت کا پرچارک آپ یوں نہ کر سکتے تھے

اصل بات یہ ہے کہ جو شخص محسن کی تعریف اور اس کے ساتھ وفادارانہ تعلقات کو خوشامد کہتا ہے اس کے دل میں صفائی نہیں اندر ہی اندر وہ اس محسن کا بغلی دشمن ہے اور وقت پر محسن کشی کے لئے طیار ہے۔ گورنمنٹ کو ایسی تحریروں پر خاص طور سے نوٹس لینا چاہئیے۔

امر دوم کے متعلق ہمکو تعجب ہے کہ کیا کہیں۔ پرچارک لیکھرام کی موت کو دین محمدی کی کمزوری ٹھیراتا ہے شرم کی بات ہے کہ لیکھرام نے خود نشان طلب کیا اور اس پیشگوئی کا اپنے منشاء کے موافق پورا ہو جانا اسلام اور آریہ مت کی صداقت کا نشان ٹھیرایا ہے۔ اب لالہ منشی رام کو بعد میں ہوش آیا اور اسکو اسلام کی کمزوری کا موجب بنایا۔ چہ خوب برین عقل و دانش بباید گریست۔ لیکھرام کے ان خطوط کو پڑھتے جو شائع ہو گئے ہیں۔ ایک عام عقل کا آدمی بھی اسکو کمزوری نہ کہے گا۔ بلکہ صداقت اسلام کے لئے دلیل ٹھیرائے گا۔ کیونکہ جب قبل از وقت مدت موت صورت موت وقت موت سب کچھ بتلایا گیا اور بالمقابل اس نے حضرت اقدس کے تین سال کے اندر ہیضہ سے انتقال کر جانے کی پیشگوئی شائع کی اور وہ جھوٹی نکلی اور خود شمس سالہ پیشگوئی کا مصداق ثابت ہوا تو آریہ مت کی کمزوری ثابت ہوئی یا اسلام کی۔

امر سوم کے متعلق نہایت گندے پیرایہ میں یہ کہا ہے کہ گویا حضرت اقدس نے گندہ اعتراض کئے ہیں عقل کے دشمن پرچارک کو حضرت اقدس کی پاک ذات پر ایسا اتہام لگاتے ہوئے شرم نہ آئی اگر ست کو قبول کرنے کا مدعی ہے اور ست دھرم کا حامی ہے تو انصاف اس امر کا مقتضی تھا کہ وہ اس گندی تعلیم کو بید کے سر تھوپتا یا اپنے سوامی دیانند کو کوستا جسنے اسکی اشاعت کی۔ کیا نیوگ بید کی رو سے جائز نہیں؟

کیا نیوگ کی یہ قسم نہیں کہ اگر کسی آریہ کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ اپنی بیوی کو کسی دوسرے بیرج داتا سے ہم بستر کرا کر اولاد لے۔ اور اس طرح پر دس خاوند سے اولاد لے سکتی ہے؟

اگر یہ ہے اور ضرور ہے اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ یہ ناپاک حیاسوز اور گندی تعلیم ہے تو کیا یہ بید کی اور **سوامی دیانند** کی مہربانی نہیں پرکس قدر شرم کی بات ہے کہ یہ ناپاک الزام اپنی **پنڈت** اور گرو پر نہ لگایا حضرت اقدس نے تو عین ہمدردی کی راہ سے سمجھایا ہے کہ اس قسم کی تعلیم خدائے قدوس کے چشمہ سے نکلی ہوئی تعلیم نہیں ہو سکتی۔

پھر تناسخ کے متعلق بھی ایسا ہی اعتراض آپ نے کیا ہے مگر افسوس اس کا جواب کچھ نہیں دیا۔ کاش کوئی جواب دیا ہوتا۔ جبکہ تناسخ آپ کے بیدوں اور سوامی دیانند کے معتقدات کی رو سے

سچ ہے تو پھر آپ ہی بتلائیں کہ اگر ایک شخص کی ماں یا بہن دوسرے جنم میں اُس کے بیاہ میں آکر ہم بستر ہو جاوے تو اس ناپاکی کے روکنے کے واسطے بید یا سوامی دیانند صاحب نے کونسا امتیاز اور نشان بتلایا ہے اور تناسخ کے متعلق کونسی فہرست دی ہوئی ہے جس سے آپ کو یقین ہو جاوے کہ آپ تناسخ کو مانتے ہوئے اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کرسکتے جب تک آپ معقول طور پر اُن اعتراضات کا جو خطبہ میں مذکور ہیں جواب نہ دے لیں یہ سارا گند

عطائے تو بلقائے تو

آپ کے گھر ہی رہے گا اور بیدوں اور سوامی صاحب کے سر پر ہی منڈھا جائے گا۔

پھر آپ امر چہارم میں کہتے ہیں کہ مستورات پر اس خطبہ کا کیا اثر پڑے گا۔ ہم کو تعجب ہے کہ اس سے پرچارک کی کیا غرض ہے۔ اس خطبہ کا جیسا پاک اثر مستورات پر پڑ سکتا ہے اس کا تجربہ آپ خود کر لیں مستورات کو بدکاری سے سخت نفرت ہوگی اور نیوگ اور تناسخ کی ناپاک تعلیم سے بیزار ہو جائیں گی اور اس کا اثر کیا پڑے گا۔ مگر آپ براہ کرم اتنا تو بتلائیں کہ جب وہ دیالد میں کنیاؤں کو ستیارتھ پرکاش پڑھائی جاتی ہوگی اور اس میں نیوگ کی فضیلت اور اس کے طریقے بیان کئے جاتے ہونگے وہاں کیا اثر پڑتا ہوگا؟ کیا بیچاری کنواری کنیاؤں کے جذبات کو اپیل نہ ہوتی ہوگی؟ اور جب کالو رام کی معرفت دیا ہوا نیوگ کا اشتہار جو آریہ گزٹ میں چھپا ہے عورتوں نے پڑھا ہوگا اس کا اثر آپ کے نزدیک کیا ہوا ہوگا؟ جناب پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھ لیا ہوتا۔ یہ سب کچھ آپ کا ہی ساختہ پرداختہ ہے۔ حضرت اقدس نے تو ان عقائد کی برائیوں اور قباحتوں کو نشانات کے ساتھ دکھایا ہے تا جو پاک دل ہوں وہ اس سے فائدہ اٹھاویں ہاں جنکو صرف اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی کو دوسرے کے ساتھ ہم بستر کرانے کی تعلیم پاک اور پسندیدہ معلوم ہو اور وہ اس ناپاک فعل سے باز نہ آوے تو آپ ہی بتلاویں ہم اس کا کیا انتظام کرسکتے ہیں۔

بالآخر ہم ست دھرم پرچارک کے لائق ایڈیٹر کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بیجا نکتہ چینی سے اپنی وقعت نہ کھوئیں اگر وہ ان تعلیمات کو ناپاک سمجھتے ہیں تو آئندہ آریہ سماج کے عقائد سے ان کو خارج کریں۔ تاکہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے

شعر

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامہ ناپاک گازران برسنگ

ہمکو امید ہے کہ اگر آپ کا یہ اصول ہے کہ ست کے لینے کے لئے ہمیشہ طیار رہنا چاہئے تو ہماری ان بے لاگ باتوں کو قبول کریں گے۔ ورنہ پہلے سے بڑھکر جھگڑہ بازی سے کام لیں گے۔ بہرحال ہم نے سچی ہمدردی کے ساتھ آپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

خیر مقدم

ہم نہایت خوشی اور انبساط سے اس خبر کو درج اخبار کرتے ہیں کہ کل ۱۴ مئی سنہ۱۹۰۰ء کو حضرت مولانا و بالفضل اولانا **سید محمد احسن** صاحب امروہی دارالامان میں وارد ہوئے۔ حضرت مولانا موصوف کی تشریف آوری کوئی نئی بات نہ تھی مگر اسکی قرینہ ہمارے مخالفوں نے اسکو بھی حضرت امام موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان بنا دیا ہے اور اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ قریباً ایک سال سے زائد عرصہ ہوا کہ مولانا صاحب امروہہ تشریف لے گئے تھے اور پھر بوجہ ضعف اور بعض دیگر ضروری امور کے پیش آجانے کے وجہ سے دارالامان میں جلد نہ آسکے اپر کور فطرۃ مخالفوں نے جنکی سرشت میں کذب کی خباثت کا خمیر ہے یہ مشہور کرنا شروع کیا کہ معاذ اللہ سید صاحب کو حضرت مسیح موعود کے دعاوی سے انکار ہو گیا ہے وہذا بہتان عظیم۔ اور اپنی طور پر انھوں نے اس خبر کو مشہور کرنیکی کوشش کی۔ ہم اسوقت اور کچھ کہنا نہیں چاہتے نیک دل خدا ترس لوگوں کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ مرزا صاحب کے مخالف ہیں جنکو صریح جھوٹ بولتے ہوئے خدا تعالیٰ کی لعنت کا خوف نہیں اور انکی اسی کورانہ فطرت نے انکو حضرت اقدس کے دعاوی اور پاک تعلیمات کو اپنی خود ساختہ پیرایوں میں بیان کرکے لوگوں کو بدظن کرنیکی کوشش کی ہے۔ ان بھیڑ باصفت بھیڑئوں سے دور بھاگو اور انکی نرم نرم باتوں پر اعتبار نہ کرو۔ حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب نے اخلاص اور محبت میں امام علیہ السلام کے جو ترقی کی ہے اُسکا اظہار ہم الفاظ میں نہیں کرسکتے۔ وہ آجکل دارالامان میں ہیں اُن کے نام کے خطوط وغیرہ یہاں آنے چاہئیں۔

حیدر آباد دکن

کے پانچ آدمی اسوقت دارالامان میں حضرت اقدس کی پاک صحبت سے فیض اُٹھا رہے ہیں۔ جنمیں سے حضرت مولانا **سید محمد سعید صاحب** اور مولانا **سید محمد رضوی** صاحب دو بڑے سرگرم اور پرجوش اور غیور احمدی ہیں جنکی سعی اور کوشش سے حیدر آباد دکن میں ایک مستقل جماعت حضرت اقدس کی بفضلہ تعالیٰ قائم ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کی کوششوں میں برکت اور ہمت دے اور انکو سرتاپا نور بنادے آمین۔

مطبوعات

۱۔ حضرت اقدس کا عربی خطبہ عید اضحی چھپ گیا ہے۔ اس کے علاوہ تین ضروری اور عجیب اشتہار عنقریب شائع ہونیوالے ہیں۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ بشپ صاحب لاہور سے ایک سچائی کی درخواست۔ اشتہار معیار الاخیار۔ منارۃ المسیح پر چار اشتہار ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جلدی شائع ہونگی امید ہے۔ ایڈیٹر

رسالہ سراج الحق بھی ایک ہفتہ تک چھپکر انشاء اللہ تیار ہو جائے گا۔

ممیرے کا سُرمہ

مُصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دُھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھاسکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے۔ خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور آنسی پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اسلئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر کیچ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں سُرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُسکی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکورہ ... کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین جہال ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان دو مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دُھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر بر جلال گھوس رای بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ سنہ ۱۹۰۰ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا بمنہ تعالیٰ